مختلف مذاهب فقہ میں ترکہ کی تعریف

تنزیل الرحمن

حنفیہ :

حنفیہ کے نزدیک ترکہ میت کے ان اموال سے عبارت ہے جن سے کسی غیر شخص کا حق دین (قرضہ) متعلق نہ ہو۔ (۱) چنانچہ وہ شئے جس سے کسی غیر شخص کا حق دین مثلاً رہن وغیرہ متعلق ہو ترکہ کی مندرجہ بالا تعریف کی رو سے اس وقت تک ترکہ میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ دین رہن ادا نہ کردیا جائے یا خود اس شئے سے وصول نہ کرلیا جائے۔

مالکیہ :

مالکیہ کے نزدیک بھی میت کے ترکہ میں سے وہ حق جو کسی عین شئے سے متعلق ہو ترکہ کی تعریف سے خارج شمار ہوگا جیسے شئے مرہونہ، بالفاظ دیگر وہ حق جو قابل تقسیم ہے مرنے کے بعد اس کا شمار ترکہ میں ہو گا۔ (۲)

شافعیہ :

شافعی فقہاء کے نزدیک ہر وہ چیز جو انسان کی زندگی میں اس کی اپنی ملکیت تھی اور اس نے اپنی موت کے بعد اس کو اپنے پیچھے چھوڑا خواہ وہ اموال میں سے ہو یا حقوق میں سے ہو ترکہ کہلائے گا(۳) البتہ

---

(۱) البحر الرائق ابن نجیم، مطبوعہ مصر ۱۳۳۴ھ، ج ۸، ص ۳۸۹

(۲) یخرج من ترکة المیت حق تعلق بعین کالمرھون' جواھر الا کلیل شرح مختصر خلیل، الآبی عبد السمیع ، مطبعة المصطفی البابی الحلبی مصر، ۱۳۶۶ھ، جلد ۲، ص ۳۲۷ -(کتاب الفرائض) الدکتور محمد یوسف محولہ بالا ص ۴۷ -

(۳) الترکہ و المیراث فی الاسلام، الدکتور محمد یوسف موسیٰ، مطبوعہ مصر، ۱۹۶۰ء، ص ۴۷ -

صاحب مغنی المحتاج کی عبارت سے یہ صراحت ملتی ہے کہ شافعیہ کے نزدیک بھی اگر شئے متروکہ سے کسی غیر کا حق مثلاً رہن، متعلق ہو تو وہ شئے ترکہ نہ کہلائے گی جب تک کہ حق غیر اس شئے سے ساقط یا ادا نہ ہو(۴)

حنبلیہ :

یہی صورت حنبلی فقہاء کے نزدیک ہے۔ ان کے نزدیک بھی ترکہ وہ حق ہے جو میت نے اپنے بعد چھوڑا ہو۔ اسی سبب سے اس کو ''ورثہ'' کہا جاتا ہے(۵)

ظاہریہ :

ظاہریہ فرقہ کے امام ابن حزم کا مسلک احناف کے مطابق ہے(۶)

شیعہ :

شیعی فقہاء کے نزدیک میت کا چھوڑا ہوا مال اگرچہ ترکہ شمار ہوگا، لیکن اگر وہ مال دین میں مستغرق ہے تو وہ صرف حکماً مورث کی ملکیت مانا جائے گا اور بوجہ بار رہن ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا اور اگر مستغرق نہیں ہے تو بعد ادائی دین ورثاء میں تقسیم ہوجائے گا(۷)

تجزیہ :

مندرجہ بالا اجمالی تعریفات سے دو نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ ترکہ اموال سے عبارت ہے اور دوسرے یہ کہ ترکہ میں اموال اور حقوق دونوں شامل ہیں۔ مالکیہ شافعیہ اور حنبلیہ ترکہ کی تعریف میں اموال اور حقوق دونوں کو شامل کرتے ہیں اور اپنے مسلک کی تائید میں

---

(۴) مغنی المحتاج شرح المنہاج الشربینی شیخ محمد الخطیب مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۷۷ھ، ج ۳، ص ۲ (کتاب الفرائض)۔
(۵) الترکہ و المیراث فی الاسلام الدکتور محمد یوسف موسیٰ مطبوعہ مصر، ۱۹۶۰ء، ص ۴۲۔
(۶) المحلی ابو محمد ابن حزم الظاہری (م ۴۵۶ھ) مطبعۃ الامام قاہرہ ج ۶، ص ۳۰۹، (ماخوذ)
(۷) شرائع الاسلام المحلی نجم الدین (م ۶۷۶ھ) مطبوعہ بیروت القسم الرابع، ص ۱۸۳ (ماخوذ)۔

حضور (صلعم) کی حدیث ''من ترک مالا او حقا فلورثته،، سے استدلال کرتے ہیں - لیکن احناف کہتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ ''حقا،، محفوظ نہیں ہے اور جو محفوظ نہیں ہے وہ دلیل نہیں بن سکتا(۸)

دراصل جہاں تک اموال کے ترکہ ہونے کا تعلق ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں - اختلاف اس میں ہے کہ حقوق ترکہ میں شامل ہیں یا نہیں -

حقوق :

فقہاء امت نے لفظ ''حقوق،، کو متعدد معانی میں استعمال کیا ہے - بالعموم اس کا اطلاق نفس ملک مصالح اور منافع پر کیا جاتا ہے - چنانچہ ہر ایسی عین شئے یا امر جس میں شریعت نے انسان کو اس کے مطالبہ کا مجاز بنایا ہو یا کسی دوسرے کے تصرف سے محفوظ رکھا ہو یا کسی دوسرے کو منع کر دینے یا دے دینے یا اس کے ذمہ سے ساقط کردینے یا معاف کردینے کی آزادانہ اجازت دی ہو، اس پر ''حق،، کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - کبھی لفظ ''حق،، عین شئے اور مملوکہ منافع کے مقابلے میں محض ایسی مصلحت پر بولا جاتا ہے جس کو شریعت نے موجود و ثابت قرار دیا ہو اور خارج میں سوائے اس شرعی اعتبار کے اس کا کوئی حسی وجود نہ ہو بلکہ صرف شارع نے اس کو موجود و ثابت قرار دیا ہو جیسے کہ مکان مشفوعہ میں شفیع کے لئے شفعہ کا حق یا مقتول کے اولیاء(۹) کے لئے قاتل سے قصاص کا حق یا شوہر

---

(۸) الترکہ و المیراث فی الاسلام، الدکتور محمد یوسف موسیٰ، مطبوعہ مصر، ۱۹۶۰ء، ص ۴۲ -

(۹) قرآن حکیم میں مقتول کی دیت و قصاص کے سلسلے میں "ولی" کا لفظ آیا ہے جس کی جمع "اولیاء" آتی ہے - لفظ "ولی" سے ذہن فوری طور پر "وارث" کی طرف منتقل ہوتا ہے - لیکن قرآن پاک لفظ "ولی" کے استعمال سے دیت یا قصاص کے مطالبہ کو صرف ورثاء تک محدود نہیں رکھتا - بلکہ ولی کی وسیع تر اصطلاح استعمال کرتا ہے - اس کا منشاء یہ ہے کہ مقتول کی دیت یا قصاص کا مطالبہ مقتول کا ولی کرسکتا ہے - خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو - چنانچہ مقتول کا کوئی وارث موجود نہ ہونے کی صورت میں اسٹیٹ مقتول کی ولی ہوگی - (مؤلف) -

کے لئے زوجہ کو طلاق دینے کا حق - یہ تمام حقوق اعتباری ہیں جن کے لئے کوئی خارجی وجود نہیں ہوتا بلکہ صرف شریعت کے اعتبار و فرض کرلینے سے یہ حقوق موجود و ثابت متصور ہوتے ہیں -

کتب فقہ کے مطالعہ سے حقوق کی حسب ذیل چند قسمیں سامنے آتی ہیں :

(الف) (۱) حق مالی محض (۲) حق تابع مال (۳) حق بمعنی مال (۴) حق شخصی محض -

(ب) حق مشابہ مال و ذات شخصی -

الف (۱) حق مالی محض :

وہ حق جو محض مال ہی ہو یعنی عین مال ہو مثلاً قرضہ جو کسی دوسرے شخص کے ذمہ ہو-

الف (۲) حق تابع مال :

وہ حق جو مال کے تابع ہو جیسے اشیاء سے استفادہ کرنے کا حق، جو عین شئے کے تابع ہوتا ہے مثلاً حق سکونت یا حق الفکاک رہن -

الف (۳) حق بمعنی مال :

وہ حق جو اگرچہ خود عین شئے نہیں ہوتا مگر اس کے مانند متصور ہوتا ہے یعنی اگرچہ وہ حق فی نفسہ مال نہیں لیکن یا تو مال کا قائم‌مقام ہے یا مال کے ساتھ متصل ہے یا اس کو امداد و استحکام پہنچانے والا ہے اور اس طرح اصل شئے سے استفادہ کی قیمت میں اضافے کا موجب ہوتا ہے جیسے حق گزر، حق گزر آب، حق شرب، حق علو (اوپر جانے کے لئے زینہ پر چڑھنے کا حق) -

الف (۴) حق شخصی محض :

وہ حق جو محض شخص کی اپنی ذات سے متعلق ہو اور جس میں مالی عنصر بالکل موجود نہ ہو جیسے کہ ماں کا حق حضانت یا باپ کا بچے کی ذات

و مال کا حق ولایت یا شوہر کا اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا حق، یا شوہر کا اپنی زوجہ سے استمتاع (فائدہ اٹھانے) کا حق۔

تجزیہ :

وہ حق جو مالی ہے یا مال کے تابع ہے اس کے ترکہ میں شامل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ دراصل وہ مال ہی کی ایک قسم ہے۔ البتہ وہ حقوق جو غیر مالی ہیں، بہ الفاظ دیگر مورث کی اپنی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں، ان میں میراث جاری نہیں ہوسکتی، جیسے واہب کا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے کا اختیار یا ماں کا حق حضانت یا باپ کا حق ولایت، خیار شرط یا خیار رویت(١٠) لیکن وہ حق جو اگرچہ شخصی ہیں مگر اپنی نوعیت کے اعتبار سے مالی بھی ہیں ترکہ میں شامل ہونگے یا نہیں، اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس اختلاف کی حقیقت کو واضح کیا جائے، ضروری ہے کہ حق تابع مال اور بمعنی مال کے فرق کو بیان کر دیا جائے۔ اس سے اصل اختلاف کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

حق تابع مال و حق بمعنی مال میں فرق :

حق تابع مال اور بمعنی مال میں ایک دقیق فرق ہے، وہ یہ کہ کسی مال سے اس کی حقیقی منفعت حاصل کرنے کا حق "حق تابع مال" کہلاتا ہے جیسے مکان میں سکونت حاصل کرنے کا حق یا کھیتی باڑی کی زمین میں کھیتی کرنے کا حق، کیونکہ اس زمین کی حقیقی منفعت کھیتی کرنا ہی ہے۔ چنانچہ یہ حق سکونت یا کھیتی باڑی کرنے کا حق مکان و زمین کے تابع ہوں گے اور حق تابع مال کہلائیں گے۔ لیکن جہاں تک مکان کی بالائی منزل پر جانے کے لئے زینہ پر چڑھنے کے حق یا کھیتی کی زمین میں جانے

(١٠) خیار شرط اور خیار رویت کو احناف کے نزدیک "حق شخصی محض" قرار دیا گیا ہے (مؤلف)

کے لئے گزرنے کے حق کا تعلق ہے، یہ مکان اور زمین سے استفادہ و انتفاع کے لئے مددگار اور اس کے حق میں مؤثق ہیں اس لئے ان کو "حق بمعنی مال" کہا جائے گا "حق تابع مال" نہیں کہا جائے گا۔

دوسرے لفظوں میں عین شئے سے حقیقی منفعت و مطلوب حاصل کرنے کا حق "حق تابع مال" کہلائے گا اور جو حق ان حقوق کے لئے مددگار و موثق ہوگا وہ "حق بمعنی مال" کہلائے گا۔ کیونکہ یہ حق اپنے اندر بذات خود مال کے معنی پیدا کرلیتا ہے۔ اس مقام پر یہ امر واضح رہنا چاہئے کہ یہ تقسیم حنفیہ کے برخلاف دیگر مذاہب فقہ کے تحت ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق حقوق کی صرف تین ہی قسمیں ہیں۔ اول مال، دوسرے حقوق تابع مال اور تیسرے حقوق شخصی۔ پہلی اور دوسری صورت میں حنفی فقہاء انتقال وراثت کے قائل ہیں اور تیسری قسم میں نہیں۔ دیگر ائمہ و فقہاء کے نزدیک مذکورہ تین قسموں کے علاوہ دو مزید قسمیں بھی پائی جاتی ہیں یعنی اول "حقوق بمعنی مال" (جس کا ذکر کیا جا چکا ہے) اور دوسرے وہ حقوق جو بیک وقت ایک اعتبار سے شخصی اور دوسرے اعتبار سے مالی ہوں جن کا ذکر سطور ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

(ب) حق مشابہ مال و ذات شخصی:

وہ حق جو مال اور حق شخصی دونوں سے مشابہ ہو، "حق مشابہ مال و ذات شخصی" کہلاتا ہے۔ یعنی حق نہ محض مالی ہو اور نہ محض شخصی۔ جیسے کہ ایک قرض دار کا میعاد معینہ میں قرض ادا کرنے کا حق، یہ ایک اعتبار سے، حق مالی ہے اور دوسرے اعتبار سے حق شخصی ہے۔ اس اعتبار سے کہ قرض خواہ نے مقروض کی شخصیت، اس کے حالات اور باہمی تعلقات کے پیش نظر، اس کے ساتھ سلوک کرنے کی غرض سے یہ رعایت دی تھی، مقروض کا حق شخصی قرار پاتا ہے، جو ناقابل انتقال ہے، اور مقروض کی موت کے فوراً

وہ میعاد معین (جو ابھی نہ گزری ہو) ساقط ہوکر قرضہ فوری واجب الادا
ا تا ہے ۔ لیکن اس اعتبار سے کہ لوگوں میں عام رواج پایا جاتا ہے کہ
ل (Deffered) قرضہ عموما معجل (Prompt) قرضے کے مقابلے
اپنی مقدار کے لحاظ سے زیادہ ہوا کرتا ہے اور یہ مدت ادائی
زیادتی مقدار کے مقابلے میں متصور ہوتی ہے، اس لئے قرضہ کا ایک معینہ
، میں ادا کرنے کا حق، محض شخصی نہیں، بلکہ ''مالی'' بھی ہے جو
مقروض کی وفات کے بعد، اس کے ورثاء کو منتقل ہو جا تا ہے ۔ اسی طرح
نت کنندہ اور خریدار کا حق خیار بیع یا خریدار کا حق خیار عیب ''حقوق
بہ مال و ذات شخصی'' میں شامل ہیں جیسا ائمہ ثلاثہ کا مسلک
۔

دراصل یہ امر کہ حق مشابہ مال و ذات شخصی ترکہ میں شامل ہے
ہیں اس حق کے مالی اور غیر مالی ہونے کی بحث کو اس کی تمام تر جزئیات
ساتھ اپنی تہ میں لئے ہوئے ہے ۔

حقوق کی اس توضیح و تفصیل سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ تمام فقہاء
اس پر متفق ہیں کہ وہ تمام اموال (منقولہ و غیر منقولہ) جن کا مورث
، حیات میں مالک تھا اور حقوق مالی محض یا بمعنی مال مورث کے
ل کے بعد وراثت میں ورثاء کی طرف منتقل ہوجائیں گے، اور ورثاء بطریق
ت ان کے مالک و وارث ہوں گے ۔ اسی طرح حقوق شخصی محض کے بارے
بھی تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ ایسے حقوق مورث سے ورثاء کی طرف
ر وراثت منتقل نہ ہوں گے ۔ البتہ جیسا کہ سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے
کرام کا ایسے حقوق میں جو حقوق مالی و حقوق شخصی ہر دو سے مشابہت
ھتے ہیں، قابل وراثت ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ جن فقہاء نے ان
ق کی مالی حیثیت کو ان کے شخصی ہونے پر ترجیح دی ہے، وہ ان کے

وراثت میں منتقل ہونے کے قائل ہیں ۔ اور جو ان کے شخصی ہونے کو ترجیح دیتے ہیں وہ ان کے وراثت میں ورثاء کی طرف منتقل ہونے کے قائل نہیں ہیں ۔

جمہور فقہاء اور اکثر ائمہ کا مسلک ہے کہ یہ حقوق (مشابہ مال و ذات شخصی) وراثت میں مورث سے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائیں گے جب کہ حنفی فقہاء اور ابو محمد بن حزم ظاہری کا یہ مسلک ہے کہ ان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ چنانچہ ان کے نزدیک (بطور مثال) حق شفعہ باوجود مطالبہ شفعہ، عدالت کے فیصلے سے پہلے ''ناقابل توریث،، ہوگا۔ چنانچہ احناف اور امام ابن حزم کے نزدیک شفعہ کے مطالبہ کے بعد، عدالت کے فیصلے سے قبل اگر شفیع کا انتقال ہو گیا تو شفعہ کا حق باطل ہوجائے گا اور اس کے بعد ورثاء کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اسی طرح خیار شرط و خیار رویت بھی اس شخص کی موت سے باطل ہو جائیں گے ۔ چونکہ احناف اور امام ابن حزم ظاہری کے نزدیک یہ تمام خیارات انسان کے ارادہ اور اس کی رغبت پر مبنی تھے جو اس کے فوت ہونے کے ساتھ معدوم ہو گئے اس لئے وہ ناقابل ارث ہیں ۔ ان کے ماسوا دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ خیارات مورث سے منتقل ہو کر اس کے ورثاء کو وراثت کے ذریعہ حاصل ہو جائیں گے ۔ ائمہ ثلاثہ و جمہو فقہاء حق شفعہ کو زمین کے ساتھ بطور خادم اور معاون کے قرار دیتے ہوئے اس کو مال سے متعلق ٹھہراتے ہیں، جب کہ حنفیہ اس کو صرف ایک شخصی ارادہ کہہ کر ناقابل ارث قرار دیتے ہیں کیونکہ ارادہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی ۔ بالفاظ دیگر حنفی فقہاء اور امام ابن حزم نے ان حقوق کے ''شخصی پہلو،، کو قابل ترجیح قرار دیا ہے جب کہ دیگر ائمہ نے ان حقوق کے ''مالی پہلو،، کو فوقیت دے کر ان کو قابل ارث قرار دیا ہے ۔

توجہ فکر:

راقم الحروف کے نزدیک حق شفعہ کے قابل ارث ہونے یا نہ ہونے

ہں فیصلہ کن عنصر محض مورث کا ارادہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک ایسا حق ہے
ہو فی الحقیقت زمین سے متعلق اور مال کے معنی میں ہے اور بالآخر مورث
کے اہل و عیال (ورثاء) کے مالی مفاد کے لئے ہے ۔ اس لئے یہ حق قابل ارث قرار
یا جانا چاہئے اور اس سلسلہ میں ائمہ ثلاثہ کی رائے قرین صواب معلوم ہوتی
ہے ۔ اکثر اسلامی ممالک میں بھی اسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے ۔ چنانچہ
صر میں بھی از روئے قانون مجریہ ۱۹۳۹ع حق شفعہ کو مالی حق قرار دیکر
وسرے مالی حقوق کی طرح قابل ارث قرار دیدیا گیا ہے ۔(۱۱)

نافع محض :

حقوق کی بحث نامکمل رہ جائے گی، اگر منافع محض کا ذکر نہ کیا جائے ۔
مہور فقہاء کے نزدیک ''منافع محض'' اموال کا درجہ رکھتے ہیں ۔ اس لئے
ن میں وراثت جاری ہوگی ۔ مگر حنفیہ کے نزدیک ''منافع محض'' قابل توریث
ہیں کیونکہ ان کے نزدیک وہ اموال نہیں ہیں اور نہ اموال کے درجہ میں
ہیں، خواہ یہ منافع عوض کے ذریع حاصل ہوں جیسا کہ اجارے کے عقد
ہیں ہوتا ہے یا بغیر عوض کے حاصل ہوں جیسا کہ وصیت میں ہوتا ہے ۔

چنانچہ امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور لیث بن سعد کے نزدیک اگر کسی
خص نے زمین یا مکان یا دوکان ایک مدت معینہ تک کے لئے اجارے پر لی
و اور مدت پوری ہونے سے پہلے مستاجر (اجارہ پر لینے والا) فوت ہوجائے تو
جارہ فسخ ہو جائے گا ۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے حق
یں مکان میں ایک معینہ مدت کے لئے سکونت کی وصیت کی ہو اور اس مدت
کے گزرنے سے پہلے موصی لہ کا انتقال ہو جائے تو اس کی موت سے وصیت ختم
وجائے گی ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگی اور ان (ورثاء) کو یہ حق نہ ہوگا
کہ وہ وصیت کے تحت بقیہ مدت تک مکان میں سکونت اختیار کریں ۔ امام

---

۱) احکام المواریث، عمر عبداللہ (فقہ عام) مطبوعہ دارالمعارف مصر، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ع، ص ۲۱
(ان قررت محکمۃ النقض فی ۸ یونیہ سنۃ ۱۹۳۹ع ان حق الشفعۃ یورث) ۔

مالک ،شافعی، احمد بن حنبل، اسحق بن راھویه اور ابو ثور کے نزدیک، متعاقدین (کرایه پر لینے والے یا دینے والے) کے فوت ھوجانے سے عقد اجارہ فاسد نہیں ھوتا بلکه ورثاء کی طرف منتقل ھوجاتا ھے۔ دراصل ائمه ثلاثه کے نزدیک عقد اجارہ عقود لازمه میں داخل ھے جو دونوں فریق کی طرف لازم ھوجاتے ھیں اور کسی کی موت کی بناء پر فسخ نہیں ھوا کرتے الا یه که کوئی ایسا سبب پایا جائے جس سے عقد لازم فسخ ھو جایا کرتا ھے مثلاً عیب یا جو چیز استیفائے منفعت کا محل تھی معدوم ھوجائے یا منفعت کے قابل نه رھے(۱۲) ۔

نتیجه فکر :

احناف کے نزدیک مستاجر کی موت کے بعد اس کے لواحقین کو ضرر پہنچنے کا خطرہ ھے تو حاکم کو عقد اجارہ باقی رکھنے کا حکم دینے کا حق حاصل ھوگا بلکه بعض حالات میں یہی اولی ھوگا که باقی رکھنے کا حکم دے دے ۔ چنانچه بدائع الصنائع میں کہا گیا ھے که اگر کسی شخص نے زراعت کے لئے ایک معین مدت کے لئے اراضی اجارے پر لی ھو اور اس مدت کے اندر آجر یا مستاجر فوت ھوجائے درحالیکه اراضی میں کھیتی قایم ھو جو کٹائی کی حد کو نه پہنچی ھو تو اس کھیتی کو اراضی میں اس وقت تک چھوڑے رکھا جائے گا جب تک وہ کٹنے کے قابل ھوجائے اور مستاجر کے ورثاء پر اس اجرت کا ادا کرنا لازم ھوگا جو اجارے میں متعین کی گئی ھوگی کیونکه اگر ایسی صورت میں کھیتی کاٹ دینے کا حکم دیا جائے تو مستاجر کے ورثاء کو ضرر پہنچے گا اور اگر بغیر اجرت کے کھیتی قائم رھنے کا حکم دیا جائے تو آجر کے ورثاء کو ضرر پہولچے گا لہذا دونوں ضرروں کا دفعیه اسی طرح ممکن ھوگا که کھیتی

---

(۱۲) بدایة المجتہد و نہایة المقتصد (فقه اربعه) ابن رشد (م ۵۹۵ھ) مطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر، ۱۹۶۰ع، ج ۲، ص ۲۳۰ -
رحمة الامة حاشیه بر المیزان الکبری (فقه اربعه) عبد الوھاب الشعرانی (م ۹۷۳ھ) مطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر، ۱۳۰۹ھ/۱۹۳۰ع، ج ۱، ص ۲۲۱ -

ائم رہے اور اجرت آجر کے ورثاء کو ادا کی جائے ۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس ی ذات کے لئے عقد اجارہ واقع ہوا ہے اگر اس کی موت واقع ہوجائے تو اجارہ اطل ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی عذر پیش آجائے تو اجارہ فاسد و باطل نہ کیا جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ متعاقدین کی موت کے بعد اگر آجر اور ستاجر کے ورثاء نے اس عقد کے باقی رکھنے پر اظہار رضامندی کر دیا تو جارہ قائم رہے گا اور یہ ایسا ہوگا جیسا کہ ایک جدید عقد وجود میں آگیا ہو(۱۲)

چنانچہ احناف کے نقطہ نظر کے بموجب جس معاهدہ کے ذریعہ منفعت حاصل کی جارہی ہو اگر اس معاهدہ کے فورا ختم ہو جانے سے کسی فریق کے رثاء اور ان کے مقابل کو ضرر پہونچتا ہو تو اس صورت میں ضروری ہو گا کہ رثاء یا فریق مقابل کے درمیان کسی جایز جدید معاهدہ شرعی کے انعقاد کے ذریعہ اس ضرر کو دور کیا جائے اور ضرر کے دور ہونے کے وقت تک اس بدید معاهدہ کی مدت مقرر کردی جائے ۔ مدت مقررہ کے انقضاء پر اس معاهدہ کو ختم سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد فریقین اگر باهم راضی ہوں تو دوبارہ معاهدہ کرلیں، بصورت دیگر معاهدہ ختم متصور ہوگا الا یہ کہ معاهدہ سے س کے خلاف منشاء ظاہر ہوتا ہو ۔ مثلاً ایک شخص نے زمین کھیتی کے لئے کرایہ پر لی تھی یا مکان سکونت کے لئے لیا تھا ۔ لیکن مدت پوری ہونے سے قبل مستاجر کا انتقال ہوگیا یا زمین میں فصل کھڑی ہوئی ہے جو اپنی انتہا کو نہیں پہنچی ہے ۔ ایسی صورت میں مستاجر مرحوم کے معاهدہ کو 'بقول حنفیہ' فوراً باطل قرار دینے سے مستاجر کے ورثاء کا نقصان لازم آتا ہے، اگر زمین سے فصل کو جدا کیا جاتا ہے یا مرحوم کے ورثاء کو وری مکان کے تخلیہ کا حکم دیا جاتا ہے ۔ اس لئے کہ اول صورت میں فصل ضائع ہوگئی اور دوسری صورت میں مکان کا فوری مل جانا دشوار ہوگا ۔ لہذا

۱۲) بدائع الصنائع، امام کاسانی (۵۸۷ھ) مطبوعہ مصر، ۱۳۲۸ھ، ج ۴، ص ۲۲۲ - ۲۳

از روئے قانون معاهده کو ایک معینه مدت کے لئے جاری یا تجدید شده تصور کیا جائے یا حاکم پر واجب قرار دیا جائے که وه مستاجر کے ورثاء اور زمین یا مکان کے مالک کے مابین اس وقت تک کے لئے جدید معاهده اجاره منعقد کرا دے جس وقت تک فصل کاٹنے کے قابل اور دوسرا مکان سکونت کے لئے مہیا ہونا ممکن ہو، اور مدت ختم ہونے پر فریقین کو اختیار دیا جائے که یا وه پھر معاهده کرلیں یا زمین اور مکان کا تخلیه کردیں -

راقم الحروف کے نزدیک اگر معاهده اجاره میں اس امر کی صراحت موجود ہے که فریقین کی تعریف میں ان کے ورثاء قانونی بھی شامل ہیں تو عقد اجاره کسی فریق کی موت سے فسخ نه ہونا چاہئے - بر صغیر ہند و پاکستان میں کرایه پر لی ہوئی شہری غیر منقوله جائدادوں میں حق کرایه داری کو قابل ارث قرار دیا گیا ہے(۱۴) - کیوں که موجوده دور میں غیر منقوله جائدادوں کی شدید قلت ہے اور تجارتی و معاشی اہمیت کے پیش نظر ایسا کرنا لابدی ہے - دراصل منافع کی بذریعه وراثت منتقلی معاشرے کے عرف و عادت پر مبنی ہونی چاہئے - اس ضمن میں ائمه ثلاثه کا نقطه نظر جدید عہد کے تقاضوں سے قریب تر نظر آتا ہے -

ترکه کا وجود :

استحقاق میراث کے لئے ترکه کا وجود بنیادی حیثیت رکھتا ہے - چنانچه اگر کوئی شخص مر جائے اور اپنے اموال یا حقوق مالی میں سے کوئی شئے قابل توریث نه چھوڑے تو سرے سے میراث کا کوئی سوال ہی پیدا نه ہوگا اور اگر میت نے بلا ترکه اپنے ذمه کوئی قرضه چھوڑا ہو تو ورثاء پر یه قرض لازم نه ہوگا کیونکه دائن (قرض خواه) کا حق ترکه سے متعلق ہوتا ہے نه که ورثاء

14. Section a (i) of West Pakistan Urben Rent Restriction Ordinance (vi) 1959. "Tenant means.....and includes (b) the wife and children of a deceased tenant.

ں ذات ہے۔ لہذا ایسی صورت میں وارث کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوگا۔ ترکہ وجود نہ ہونے کے باوجود اگر وارث اپنے مورث کے ذمہ واجب قرض کی ادائی کرتا ہے تو اس کا یہ عمل تبرع (احسان) کہلائے گا جس کے لئے وہ آخرت میں اجر انے کا مستحق ہوگا۔

ترکہ کے موجود ہونے کی صورت میں اس کا شرعاً جایز ہونا ضروری ہے۔ ناہریں ناجایز اور حرام اشیاء یا حقوق مالی کا شمار ترکہ میں نہیں کیا جاسکتا مثلاً شراب کا ذخیرہ گھوڑ دوڑ (ریس) کا جیتا ہوا روپیہ وغیرہ۔

وضاحت :

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت اسلام کی رو سے جو اموال و حقوق ناجایز ہیں کسی اسلامی ملک (بشمول پاکستان) نے اپنے رائج الوقت قوانین کے ذریعہ ان اموال و حقوق کو قانونی حیثیت دے رکھی ہے تو ان کی کیا صورت ہوگی؟ آیا وہ ترکہ میں شامل ہوں گے یا نہیں؟ مثلاً شراب کا ذخیرہ، لاٹری اور ریس میں جیتا ہوا روپیہ، سود اور بیمہ کی رقم، اور فلمیں وغیرہ۔

اس سلسلہ میں راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ جن ممالک میں لاٹری یا ریس کے کارو بار، شراب فروشی، بینک کاری اور بیمہ کو قانونی تحفظ حاصل ہے ان ممالک میں ورثاء کو متوفی کے ان مملوکات کو ترکہ میں شامل کرانے اور مقررہ حصص کے مطابق تقسیم کرانے کا اختیار ہوگا۔ ایسا کرنا ان ممالک میں رائج قانون کی بناء پر ہوگا(۱۰) بحر الراثق میں لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا متروکہ (بطور مال) شراب کی قیمت ہو یا ظلم و تعدی اور رشوت کے ذریعہ حاصل شدہ مال ہو تو ورثاء کے لئے واجب ہوگا

) البحر الرائق زین العابدین ابراهیم ابن نجیم (۹۷۰ھ) مطبوعه مصر، ۱۳۲۸ھ باب الکراهیة، ج ۸، ص ۲۰۱۔

کہ اس متروکہ میں سے کچھ بھی نہ لیں اور یہی ان کے لئے مناسب ہے۔ اور اگر ان اموال کے اصلی مالکوں کو جانتے ہوں تو ان کو لوٹا دیں اور اگر نہ جانتے ہوں تو صدقہ کردیں،،۔ اس عبارت سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ حرام مال میں وراثت کا اجراء ورثاء کے حق میں باعث گناہ ہوگا۔ اگر وہ اپنا حصہ پالیں تو یہ بہتر ہوگا کہ کسی ضرورت مند کو دے ڈالیں ۔ ان کا ایسا کرنا بنفسہ آخرت میں باعث ثواب نہ ہوگا بلکہ خود کو اکل حرام کے گناہ سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ عمل اللہ کے نزدیک باعث اجر ہو سکتا ہے ۔

ترکہ کی بحث میں ایک آخری سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مورث کی وفات کے بعد ترکہ میں اگر اضافہ ہوا ہو تو اس کی کیا نوعیت ہوگی؟ حنفیہ کے نزدیک ترکہ میں بعد وفات جو اضافہ ہو وہ دائنین کے حق میں مشغول سمجھا جائے گا مگر جمہور شافعی علماء کے نزدیک دائنین کا اس اضافہ پر کوئی حق نہ ہوگا۔ ترکہ کے دین میں مشغول ہونے کی صورت میں حنفی نقطۂ نظر قرین صواب معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ ترکہ مرہون ہو۔